تقلید
کی
شرعی حیثیت
از
فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند
ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

تقلید کی شرعی حیثیت

افادات

حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ
مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

ترتیب

محمد فاروق غفرلہٗ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تفصیلات

نام کتاب:.......................تقلید کی شرعی حیثیت

مصنف:..........فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

تعداد:.........................پانچ ہزار (۵۰۰۰)

کمپوزنگ:..........................شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہذا

سن اشاعت:........................۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء

صفحات:... ۲۲

قیمت:............

-: ملنے کا پتہ :-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

تقلید کی شرعی حیثیت

تقلید

سوال:- زید کہتا ہے کہ مسلمان جب تک تقلید کا قائل رہتا ہے اس وقت تک اسمیں ایمان ہی نہیں آ سکتا کیا زید کا یہ کہنا درست ہے کیا واقعی مقلدین بے دین ہوتے ہیں جب کہ ان لوگوں کے اندر بڑے بڑے عابد زاہد صوفی متقی پرہیز گار عالم محدث مفسر مبلغ دین کے داعی سبھی کچھ پائے جاتے ہیں مختلف خطابوں سے کروڑوں مسلمان مؤدبانہ طریق پر کسی صاحب کو شیخ الاسلام، کسی کو امام ربانی کسی کو شیخ الحدیث کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے ان لوگوں کے ہزاروں مدارس اسلامیہ جاری ہیں جن کے اندر لاکھوں مسلمان علم حدیث وعلم دین حاصل کرتے ہیں کیا یہ سب پڑھنے پڑھانیوالے بے دینی ہی سیکھتے سکھاتے ہیں؟ مثال کے طور پر صحیح سند سے بتایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ایک دفع لاہور کی طرف سفر کیا لاکھوں انسانوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ کیا وہ دعوت آپکی بے دینی سے تعلق رکھتی تھی۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

تقلید کے معنیٰ ہیں کہ جو شخص مجتہد نہ ہو وہ حکم دین کے بارے میں مجتہد کے قول کو تسلیم کرلے اس اعتماد پر کہ اس نے یہ حکم دلیلِ شرعی (کتاب، سنت، واجماع قیاس شرعی) سے بتایا ہے اسکے پاس اس حکم کی دلیل موجود ہے اور خود اس سے دلیل کا

مطالبہ نہ کرے[۱] یہ تقلید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی تھی کہ ایک صحابی دوسرے صحابی سے دینی مسئلہ پوچھتے تھے[۲]۔ اور دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے تھے صحابہ کے بعد برابر یہ سلسلہ چلتا رہا ہے اگر زید خدانخواستہ ان سب کو ایمان سے خالی اور بے دین کہتا ہے تو اسکو اپنے ایمان کی فکر لازم ہے[۳]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/۹۵ھ

تقلید کی شرعی حیثیت

سوال:- تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے نیز اگر تقلید ضروری ہے تو شخصی تقلید کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کسی امام کی تقلید کی جائے کسی میں کسی یعنی غیر معین امام کی تقلید کی جائے تو اس میں کیا حرج ہے علماء اسے کیوں منع کرتے ہیں جب کہ چاروں ائمہ کا مسلک درست تسلیم کیا جاتا ہے۔

۱؎...... التقلید هو الأخذ بقول الغیر بغیر معرفة دلیله الیٰ ماقال غیر المجتهد المطلق یلزمه التقلید. رسم المفتی ص ۷۴، مطبوعه سعیدیه سهارنپور)

۲؎...... ثم انهم تفرقوا فی البلاد وصار کل واحد مقتدی ناحیة من النواحی فکثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فیها فاجاب کل واحد حسب ماحفظه او استنبط وان لم یجد فیما حفظه او استنبط ما یصلح للجواب اجتهد الخ، (حجة الله البالغة ص ۱۴۰ ج ۱، باب اسباب اختلاف الصحابه والتابعین فی الفروع، مطبوعه مصر،

۳؎...... قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک. مشکوٰة شریف ص ۴۱۱، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، بخاری شریف ص ۲/۸۹۳، کتاب الادب، باب ماینهی عن السباب واللعن، مطبوعه اشرفی دیوبند،

الجواب:-نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! اصالۃً ہدایت کا سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ھُدیً لِلنَّاس[1] لیکن اسمیں عموماًبنیادی اصول اور مسائل بطور ضابطہ کلیہ بیان کئے گئے ہیں تفصیلات اور فروع کا بیان کرنا حضرت نبی کریم ﷺ کے سپرد ہے۔لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ[2] تا کہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ہیں انکو آپ ان سے ظاہر کردیں۔(بیان القرآن)

مثال ۱:۔قرآن پاک میں ہے۔''اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ''[3] نماز قائم کرو۔

اسکی پوری تفصیل کہ کس نماز میں کتنی رکعت ہیں کس رکعت کے بعد قعدہ ہے کونسی رکعت میں صرف الحمد پڑھی جاتی ہے کونسی میں سورت بھی ملائی جاتی ہے کس نماز میں قراءت آواز سے پڑھی جاتی ہے کس میں آہستہ وغیرہ وغیرہ حضور ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔قرآن شریف سے براہ راست اس کا سمجھنا دشوار ہے۔

مثال ۲:۔''وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ''[4] زکوٰۃ ادا کرو۔

اسکی تفصیل کہ چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے ہے سونے کی کس حساب سے، بکری، گائے، اونٹ کی کس حساب سے احادیث سے معلوم ہوئی، جسکا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں۔

۱...... سورۂ بقرہ آیت:۱۸۵، **ترجمہ**:-لوگوں کی ہدایت کے واسطے

۲...... سورۂ نحل آیت:۴۴، لتبین للناس مانزل الیھم فی ھٰذا الکتاب من الاحکام والوعد والوعید بقولک وفعلک فالرسول مبین عن اللہ عزو جل مرادہ مما اجملہ فی کتابہ من احکام الصلاۃ والزکوۃ وغیر ذلک مما لم یفصلہ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ص:۹۸، ج:۵، الجزء التاسع، مطبوعہ دارالفکر بیروت، تفسیر مظھری ص:۵/۳۴۲، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ، تفسیر ابن کثیر ص:۲/۸۸۵، مطبوعہ مصطفی احمد الباز مکہ مکرمہ)

۳...... سورہ بقرہ آیت:۱۱۰ ۴...... سورہ بقرہ آیت:۱۱۰

مثال۳:۔ ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ''[۱] لوگوں کے ذمہ اللہ کے گھر کا حج لازم ہے اسکی تفصیل کہ طواف کا کیا طریقہ ہے کتنے چکر ہیں۔ عرفات، منیٰ، مزدلفہ، رمی جمار وغیرہ کے مسائل کو حضورﷺ نے بیان فرمایا۔

قرآن پاک کو سمجھنے کیلئے حدیث شریف کی روشنی کا حاصل کرنا ضروری ہے حدیث سے بے نیاز ہو کر قرآن شریف کو سمجھنا ناممکن ہے۔ امت کو حکم ہے کہ حضورﷺ کی بیان فرمودہ تفصیلات کے ماتحت قرآن شریف سے ہدایت حاصل کرے اس سلسلہ میں حضور اکرمﷺ کی اطاعت اللہ پاک ہی کی اطاعت ہے۔ **''من يطع الرسول فقد اَطَاعَ اللّٰهَ''**[۲]

اس لئے حدیث میں ارشاد ہے۔ ''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ'' بخاری[۳] شریف: ۱/۱۰۷۶، جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تم بھی اسی طرح پڑھو۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ جس طرح قرآن شریف سے تمہاری سمجھ میں آئے اس طرح پڑھو۔

حدیث کی قسمیں

بعض چیزیں خود زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہیں ان کو حدیث قولی کہتے

۱...... سورہ آل عمران آیت: ۹۷

۲...... سورہ نساء آیت: ۸۰، **ترجمہ:**۔ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی (بیان القرآن)

۳...... بخاری شریف ص: ۲/۱۰۷۶، کتاب اخبار الآحاد، باب ماجاء فی اجازة خبر الواحد الصدوق الخ، بخاری شریف ص۸۸ ج۱، کتاب الاذان، باب اذان المسافر، الدارمی ص: ۳۱۸، ج۱، کتاب الصلاة، باب من احق بالامامة، مطبوعه دارالریان بیروت، المسند للامام احمد ص۵۳ ج۵، بقية حديث مالك بن الحويرث، مطبوعه دارالفکر بیروت.

ہیں بعض چیزیں عملاً کی ہیں ان کو حدیث فعلی کہتے ہیں۔ بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ آپ کے سامنے کی گئی ہیں یا آپ کے علم میں لائی گئی ہیں اور ان پر آپ نے تردیدی انکار نہیں فرمایا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہے جو کہ تائید وتصدیق کے حکم میں ہے اس کو تقریر کہتے ہیں یہ تینوں قسم کی حدیثیں امت کیلئے ذریعۂ ہدایت ہیں[1]۔

قیاس

بعض چیزیں ایسی بھی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی گئیں اور آپنے اسکا جواب دیا اور سائل سے خود بھی ایک مسئلہ دریافت فرمالیا جس کا حکم ظاہر اور سائل کو معلوم تھا جب سائل نے بتادیا تو آپنے فرمایا کہ جو چیز تم نے دریافت کی ہے اسکا حکم بھی اسی کے موافق ہے۔

مثال:- کسی نے دریافت کیا کہ میری والدہ کے ذمّہ حج ہے میں اس کو اسکی طرف سے ادا کرلوں تو ادا ہوجائے گا، آپ نے فرمایا ہاں ادا ہوجائے گا۔ اگر اس کے ذمہ قرض ہو اور تم ادا کردو تو ادا ہوجائے گا اس نے کہا ہاں ادا ہوجائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ کا قرض بطور اولیٰ ادا ہوجائے گا۔ جیسا کہ بخاری[2] شریف ج ۲ر ص ۱۰۸۸ر میں یہ حدیث مذکور ہے۔

---

[1]...... السنة فی الاصطلاح الشرعی هی ماصدر عن رسول اللهﷺ من قول او فعل او تقرير فالسنن القولية فی احاديثه التی قالها فی مختلف الاغراض والمناسبات الخ ...... يكون حجة علی المسلمين الخ (علم اصول الفقه ۳۶تا۳۷، مقدمه مشكوٰة شيخ عبدالحق ص۳، نخبة الفكر ص: ۷٦، مطبوعه الرحيم اكيڈمی كراچی.

[2]...... بخاری شريف ص ۱۰۸۸ / ۲ حديث نمبر ۷۰۲۲، باب من شبه اصلا معلوماًالخ. كتاب الاعتصام. والقياس الصحيح لا مذمة فيه بل هو مامور به وفی الباب دليل علی وقوع القياس منهﷺ وقد احتج ...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان امرأۃً جاء ت الیٰ النبی ﷺ فقالت ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج افاحجّ عنہا قال نعم حُجی عنہا ارأیت لو کان علیٰ امّک دین اکنت قاضیۃ قالت نعم قال اقضوا الذی لہ فان اللہ احق بالوفاء.

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہیکہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی (اورعرض کیا) میری اماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور حج کرنے سے قبل مرگئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کردوں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کردے، بتا اگر تیری اماں پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتی اس نے کہاں ہاں۔ ارشادفرمایا جو اس کیلئے ہے ادا کرو بیشک اللہ کا حق پورا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

اسکو شریعت میں قیاس، اجتہاد، استنباط، اعتبار کہتے ہیں[1]۔ اسکی تعلیم بھی حضور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......المزنی بھذین الحدیثین علی من انکر القیاس وما اتفق علیہ الجمھور ھو الحجۃ فقد قاس الصحابۃ فمن بعدھم من التابعین وفقھاء الامصار، (ارشاد الساری ص: ۱۵/۳۲۰، دارالفکر بیروت، عمدۃ القاری ص: ۱۲/۵۰، الجزء الرابع والعشرون، دارالفکر بیروت، فتح الباری ص: ۱۵/۲۳۱، طبع نزار مصطفی احمد الباز مکہ مکرمہ)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1]...... اللہ امرنا بالاعتبار وھو التامل فی المثلات المذکورۃ والقیاس نظیرہ بعینہ لان الشرع شرع احکامہ بمعان اشار الیھا کما انزل مثلات باسباب قصھا وحینئذ یکون اثبات حجۃ القیاس عقلیا ای ثابتا بدلالۃ النص او نقول ان اللہ تعالیٰ امرنا بالاعتبار والاعتبار ردالشیء الی نظیرہ وھو عام شامل للقیاس والمثلات وحیئذ یکون اثبات حجۃ القیاس بعبارۃ النص، (التفسیرات الاحمدیۃ ص: ۴۶۵، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، روح البیان ص: ۹/۴۲۱، مطبوعہ دارالفکر بیروت، حاشیۃ الشھاب ص: ۹/۱۳۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، حاشیۃ القونوی ص: ۱۰/۹، سورۂ حشر تحت آیت: ۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اسکے شرائط اور تفصیلات کتب اصول میں[1] مذکور ہیں اسکی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث سے مسئلہ صاف صاف سمجھ میں نہ آتا ہو، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا کر یمن بھیجا تو بہت سی ہدایتیں دیں اور دور تک رخصت کرنے کیلئے تشریف لے گئے ۔ یہ بھی دریافت فرمایا کہ تم کس قانون کے ماتحت فیصلے کروگے تو انہوں نے عرض کیا قرآن پاک کے ماتحت ارشاد فرمایا کہ اگر اسمیں تم کو نہ ملے عرض کیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلے کروں گا۔ فرمایا کہ اگر تمہیں اسمیں بھی نہ ملے تو۔ عرض کیا کہ اجتہاد کروں گا اس پر مسرت کا اظہار کر کے پوری تائید فرمائی اور اس انتخاب پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا، ابوداؤد شریف[2] ج۲ص۱۴۹ میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

---

[1]...... فشرطه ان لايكون الاصل مخصوصا بحكمه بنص آخر كشهادة خزيمة وحده وان لا يكون معدولا به عن القياس اى لا يكون الاصل مخالفا للقياس كبقاء الصوم مع الاكل والشرب ناسيا وان يتعدى الحكم الشرعي بالنص بعينه الى فرع هو نظيره ولا نص فيه والشرط الرابع ان يبقى حكم النص بعد التعليل على ماكان قبله الخ، (نورالانوار: ۲۳۲، ۲۳۵، بحث شرط القياس، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، اصول الشاشي: ۸۵، بحث شرط القياس، مطبوعه شاهد بكڈپو ديوبند، حسامى مع النامى: ۲۰۲/۲۰۸، باب القياس، مطبوعه رحيميه ديوبند، فواتح الرحموت: ۳۰۰/۲، فصل فى شرائط القياس، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت.)

[2]...... ابوداؤد شريف ص ۵۰۵ ج ۲، كتاب القضاء، باب اجتهاد الراى فى القضاء،

ترجمہ:- حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کو جب یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ان سے یہ دریافت فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئیگا تو کس طرح فیصلہ کروگے انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کی کتاب کے ذریعہ فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو انہوں نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ذریعہ آپ نے فرمایا اگر سنت رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ میں نہ ملے حضرت معاذ نے عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کروں گا اس پر نبی علیہ السلام نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس بات کی توفیق مرحمت فرمائی جس سے اللہ کا رسول خوش ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما اراد ان یبعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا فی کتاب اللہ قال اجتہد برأیی ولا آلوفضرب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدرہ فقال الحمد للّٰہ الذی وفق رسول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما یرضی رسول اللّٰہ.

اجتہاد

جو مسئلہ قرآن وحدیث میں صاف صاف نہ ملتا ہو اس کا حکم نظائر ودلائل میں غور کر کے نکالنا اجتہاد ہے اسی کو قیاس بھی کہتے ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اگر اس پر اتفاق ہو جائے تو وہ اجماع کہلاتا ہے[1]، اسی لئے علمائے اصول نے لکھا ہے کہ قیاس حکم کو ثابت نہیں کرتا بلکہ ظاہر کرتا ہے[2]۔ جو حکم قرآن یا حدیث میں موجود تو تھا لیکن مخفی تھا عامۃً لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے مجتہد نے اس کو اس کے نظائر پر قیاس کر کے یا دلالۃً، اشارۃً، اقتضاءً وغیرہ سے استنباط کر کے ظاہر کر دیا امام بخاری نے اس کے لئے مستقل

[1]...... ہو لغۃ العزم والاتفاق واصطلاحا اتفاق المجتہدین من ہذہ الامۃ المرحومۃ المکرمۃ فی عصر علی امر شرعی الخ، (فواتح الرحموت ص: ۲/۲۶۰، الاصل الثالث الاجماع، نور الانوار ص ۲۲۳، باب الاجماع، نامی ص ۱۹۳، باب الاجماع، طبع رحیمیہ دیوبند)

[2]...... ولذا قیل ہو (ای القیاس) ابانۃ مثل حکم احد المذکورین بمثل علتہ فی الاخر فاختیر لفظ الابانۃ لان القیاس مظہر لا مثبت (نور الانوار ص ۲۲۸) مطبوعہ دیوبند، اول مبحث القیاس، نامی ص: ۲۰۳، باب القیاس، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

باب منعقد کیا ہے[1]۔

تقلید

جس شخص میں اجتہاد کی قوت نہ ہواسکو مجتہد کا اتباع لازم ہے اسی کا نام تقلید ہے[2]۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی لئے قاضی بنا کر بھیجا تھا کہ ان کے بتائے ہوئے مسائل واحکام پر عمل کیا جائے جن کے ماخذ تین ہیں۔قرآن پاک، حدیث شریف، اجتہاد اور تینوں کو تسلیم کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے۔

"عن ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیرفقد عصانی الحدیث متفق علیه" (مشکوٰۃ[3] شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

1...... باب من شبه اصلا معلوما باصل مبین قد بین الله حکمها لیفهم السائل، کتاب الاعتصام (بخاری شریف ص۱۰۸۸ ج ۲ مطبع اشرفی دیوبند)

2...... التقلید هوالا خذ بقول الغیر بغیر معرفة دلیله (الی ان قال) غیر المجتهد المطلق یلزمه التقلید (شرح عقود رسم المفتی: ۴۷، مطبوعه سعیدیه سهارنپور)

3...... مشکوٰۃ شریف ص: ۳۱۸، کتاب الامارة والقضاء، الفصل الاول (مکتبه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص: ۱/۴۱۵، کتاب الجهاد، باب یقاتل من وراء الامام ویتقی به، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص: ۲/۱۲۴، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء، مطبوعه رشیدیه دهلی)

مسائل کی قسمیں

مسائل دوقسم کے ہیں ایک وہ جن کا تذکرہ نص (قرآن یا حدیث) میں موجود ہے۔ دوسرے وہ جن کا تذکرہ قرآن یا حدیث میں موجود نہیں۔ قسم اول (جنکا تذکرہ نص میں موجود ہے) کی دوصورتیں ہیں اول یہ کہ نص ایک ہی طرح کی ہے جس سے ایک ہی طرح کا مثبت یا منفی حکم صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نص دوطرح کی ہے کسی سے مثبت حکم معلوم ہوتا ہے کسی سے منفی مثلاً کسی سے آمین بالجہر معلوم ہوتا ہے کسی سے آمین بالسر، کسی سے رفع یدین معلوم ہوتا ہے کسی سے ترک رفع۔ پھر ایسے مسائل میں بھی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ تاریخی شواہد یا دیگر قرائن سے نص کا مقدم ومؤخر ہونا معلوم ہو کہ فلاں نص مقدم ہے اور فلاں مؤخر دوسری صورت یہ ہے کہ نص کا مقدم ومؤخر ہونا معلوم نہ ہو یہ پتہ نہ چلے کہ کونسی نص پہلے کی ہے کونسی بعد کی یہ کل چار قسمیں ہوئیں۔

پہلی قسم

وہ مسائل جن میں نص ایک ہی طرح کی ہے ایسے مسائل میں قیاس واجتہاد نہیں کیا جاتا نہ کسی کی تقلید کی جاتی ہے بلکہ نص پر عمل کیا جاتا ہے۔

دوسری قسم

وہ مسائل جن میں نص دوطرح کی ہے اور مقدم ومؤخر کا بھی علم ہے ایسے مسائل میں عموماً مقدم کو منسوخ مان کر مؤخر پر عمل کیا جاتا ہے، انمیں بھی نہ قیاس واجتہاد کی حاجت ہے نہ تقلید کی۔[1]

---

[1]......ایسے مسائل تین قسم کے ہیں اول وہ جن میں نصوص متعارض ہیں،...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تیسری قسم

وہ مسائل جن میں نص دو طرح کی ہے اور مقدم و مؤخر کا علم نہیں۔

چوتھی قسم

وہ مسائل جن میں نصوص موجود نہیں۔

ان اخیر کی دونوں قسم کے مسائل دو حال سے خالی نہیں آدمی کچھ عمل کرتا ہے یا نہیں اگر عمل نہیں کرتا اور آزاد پھرتا ہے تو اسکی اجازت نہیں۔ **اَیَحۡسَبُ الاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی**[1] کیا انسان سمجھتا ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ **اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا**[2] کیا تمہارا گمان ہے

کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا یعنی ایسا نہیں بلکہ تمہیں ہر موقعہ پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور اگر کچھ عمل کرنا ہے تو کیا عمل کرے۔ تیسری قسم کے مسائل میں کونسی نص کو اختیار کرے؟ ایک نص کو اختیار کرنے سے دوسری نص چھوٹتی ہے اپنی طرف سے عمل کیلئے کسی نص کی تعیین کر نہیں سکتا۔ تقدیم و تاخیر کا علم نہیں کہ ایک کو ناسخ دوسری کو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......دوم وہ جن میں نصوص وجوہ و معانی متعددہ کو محتمل ہوں گو اختلاف نظر سے کوئی معنیٰ قریب بعید معلوم ہوتے ہوں، سوم وہ جن میں تعارض بھی نہ ہو اور ان میں ایک ہی معنی ہو سکتے ہوں پس قسم اول میں دفع تعارض کیلئے مجتہد کو اجتہاد کی اور غیر مجتہد کو تقلید کی ضرورت ہوگی۔

قسم الثانی: ۔ظنی الدلالۃ کہلاتی ہے اس میں تعیین احوال احتمالات کیلئے اجتہاد و تقلید کی حاجت ہوگی قسم ثالث قطعی الدلالۃ کہلاتی ہے اس میں ہم بھی نہ اجتہاد کو جائز کہتے ہیں نہ اس اجتہاد کی تقلید کو (الاقتصاد ص ۳۴) مطبوعہ دہلی۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1]...... سورہ القیامۃ آیت ۳۶

[2]...... سورۃ المومنون آیت ۱۱۵

منسوخ قرار دے کر ناسخ پر عمل کرے اور چوتھی قسم کے مسائل میں نص موجود ہی نہیں تو بلا علم کے عمل کس چیز پر کرے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَاتَقْفُ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[۱] اس کا حاصل یہ ہے کہ بلا تحقیق وعلم کے کسی بات پر عمل مت کرو۔ تو لامحالہ ان دونوں قسم کے مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوگی تیسری قسم میں تو اس لئے کہ عمل کے واسطے نص کو متعین کیا جائے۔ چوتھی قسم میں اس لئے کہ حکم معلوم کیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص میں اجتہاد واستنباط کی قوت واہلیت نہیں ہوتی یہ آیت بھی اسی بات کو واضح کر رہی ہے۔

وَلَوْرَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُوْلِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ.[۲]

یوں تو ہر شخص کوئی نہ کوئی صحیح یا غلط رائے قائم کرنے کا دعویٰ کر ہی سکتا ہے لیکن جس کا استنباط شرعاً معتبر ہو اس کو مستنبط اور مجتہد کہتے ہیں[۳] جس کا معتبر نہ ہو تو اس کو مقلد کہتے ہیں پس ان دونوں قسم کے مسائل میں مجتہد کو اجتہاد ضروری ہے اور مقلد کو اس کی تقلید ضروری ہے۔

۱...... سوره بنى اسرائيل آيت: ۳۶

۲...... سورة النساء آيت: ۸۳،

ترجمہ:- اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں (بیان القرآن)

۳...... ان المجتهد من عرف الاحكام الشرعية من قواعدها فى الكتاب والسنة والاجماع والقياس وهو الفقيه العارف بعلوم القرآن والحديث والناسخ والمنسوخ واللغة والنحو والصرف واتفاق العلماء واختلافهم وهو الضابط لامهات المسائل الفقهية، (المجموع شرح المهذب ص۴۳/۱، مقدمه، فئات الاصحاب المجتهدين، مطبوعه دار الفكر بيروت)

اجتہاد میں اگر خطا ہو جائے تب بھی مجتہد اجر سے محروم نہیں۔ اگر اجتہاد صحیح ہو تو دوہرے اجر کا مستحق ہے جیسا کہ بخاری شریف[۱] ج ۲ ص ۱۰۹۲ میں ہے۔

ایک شبہ

اب یہاں یہ شبہ باقی رہ جاتا ہے کہ مجتہد تو بہت سے ہوئے صحابہ میں بھی تابعین میں بھی تبع تابعین میں بھی پھر ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ) ہی کی تقلید کیوں کی جاتی ہے کسی اور کی تقلید میں کیا مضائقہ ہے خاص کر وہ صحابہ کرامؓ جن کے فضائل احادیث میں کثرت سے آئے ہیں۔ ان کی تقلید کیوں نہ کر لی جائے۔!

جواب:- اسکا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام یقیناً ائمہ اربعہ سے بدرجہا افضل ہیں، ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ یہ نہیں کہ انکو صحابہ کرامؓ سے افضل تصور کیا جاتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقلید کیلئے ان مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے جنمیں تقلید کی جاتی ہے اور آج جس قدر تفصیل کیساتھ ہر باب اور ہر فصل کے مسائل ائمہ اربعہ کے مذاہب میں مدون اور مجتمع ہیں، یہاں تک کہ کتاب الطہارت سے لیکر کتاب الفرائض تک عبادات، معاملات، مزاج غرض ہر شعبہ کے ایک ایک مسئلہ کو جمع کر دیا گیا ہے[۲] اس طرح تفصیل

۱...... عن عمرو بن العاص انه سمع رسول الله ﷺ يقول اذا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حكم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر (بخاری شریف ص ۱۰۹۲ ج ۲، باب اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ، كتاب الاعتصام، حديث نمبر ۷۰۵۵، مطبوعه اشرفی ديوبند

۲...... ملاحظہ ہو الاقتصاد ص ۳۴، مطبوعه دهلی، تكملة نقل الامام، فی البرهان اجماع المحققين على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة بل من بعدهم اى بل قال عليهم ان يتبعوا مذاهب الائمة الذين سيروا ووضعوا ودوّنوا، لانهم اوضحوا طرق النظر الخ، التقرير والتحبير ص ۳۵۳ ج ۳)

کے ساتھ نہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کا مذہب مدون ملتا ہے نہ تابعین میں سے نہ تبع تابعین وغیرہ سے پھر ائمہ اربعہ کو چھوڑ کر کسی اور کی تقلید کی جائے تو کس طرح کی جائے؟ اس لئے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہی کی تقلید کو اختیار کیا گیا ہے۔ اللہ پاک نے ان چاروں کو قرآن وحدیث کا تفصیلی علم اور درایت واستنباط کی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔ حتی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جس قدر احادیث صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ذریعہ عالم میں پھیلی ہیں وہ سب ان چاروں کے پاس موجود ہیں۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک روایت ان میں سے ایک کے علم میں ہو اور دوسرے کے علم میں نہ ہو۔ مگر ایسا نہیں کہ کوئی روایت ان میں سے کسی کے پاس نہ ہو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے شرح مؤطا[ا] ص ۶ ر میں احادیث کے نشر واشاعت اور مدینہ طیبہ کی علمی مرکزیت کا حال تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

بالجملہ ایں چہار امامانند کہ عالم را علم ایشان احاطہ کردہ است امام ابوحنیفہؒ وامام مالکؒ وامام شافعیؒ وامام احمدؒ الخ۔

یہ چار امام ایسے ہیں کہ ان کا علم سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ چار امام امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ ہیں۔

ایک سوال

یہ کیوں ضروری ہے کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے اس میں کیا حرج ہے کہ کوئی مسئلہ کسی امام کا لے لیا جائے کوئی کسی کا جیسا کہ دور صحابہؓ وتابعین میں یہی طریق رائج تھا کسی ایک پر سارے مذہب کا انحصار نہیں تھا۔

[ا]...... شرح موطا امام مالک ص: ٦، مقدمه، مطبوعه رحیمیه دهلی.

جواب

قرون اولیٰ میں خیر کا غلبہ تھا نفسانی خواہشوں کا عامۃً دین میں دخل نہیں[1] تھا اس لئے جو شخص بھی اپنے جس بڑے سے مسئلہ دریافت کرتا نیک نیتی سے دریافت کرتا اور اس پر عمل کر لیتا تھا۔ چاہے نفس کے موافق ہو یا خلاف ہو مگر بعد کے دور میں یہ بات نہیں رہی بلکہ لوگوں میں ایسا داعیہ پیدا ہونے لگا کہ ایک مسئلہ ایک عالم سے معلوم کیا اس میں نفس کو تنگی محسوس ہوئی تو دوسرے سے اسی پر قناعت نہیں کی گئی سہولت معلوم ہوئی تو بس اسی کو اختیار کر لیا پھر اسی پر قناعت نہیں کی گئی۔ بلکہ ہر مسئلہ میں اس کی فکر لگی کہاں سے سہولت کا جواب ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ طلب حق کا داعیہ نہیں۔ اس میں بعض دفعہ بڑی خرابی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً کسی باوضو آدمی نے بیوی کو ہاتھ لگایا اس سے کسی شافعی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کہ یہ ہاتھ لگانا ناقض وضو ہے تو یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ میں امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں ان کے نزدیک ناقض وضو نہیں بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے پھر اس نے قے کی اس پر ایک حنفی المذہب نے کہا کہ وضو دوبارہ کرو کیوں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قے ناقض وضو ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں امام شافعیؒ کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں ان کے نزدیک ناقض وضو نہیں بلکہ اس وضو سے نماز درست ہے اب یہ شخص اگر اسی وضو سے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہ امام شافعیؒ کے نزدیک درست ہوگی نہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہوگی اسی کا نام تلفیق ہے جو کہ بالاجماع باطل اور ناجائز ہے[2]۔ درحقیقت یہ طریقہ اختیار کرنا امام شافعیؒ کی تقلید ہے نہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید ہے بلکہ یہ تو خواہش نفسانی کا اتباع ہے جو

---

[1]...... اعلم ان فی الاخذ بھٰذہ المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفی الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة نحن نبين ذٰلک بوجوه الخ. (عقد الجيد ص ۳۹)

[2]...... وان الحكم الملفق باطل بالاجماع وقوله وان الحكم الملفق) ...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہ شرعاً ممنوع ہے اس کا نتیجہ خدا کے راستہ سے ہٹنا اور بھٹکنا ہے۔ **و لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل[1] اللہ** اسلئے ضروری ہوا کہ ایک ہی امام کی تقلید کی جائے چونکہ قرآن پاک نے اتباع کو انابت کے ساتھ مربوط کیا ہے **واتبع سبیل من اناب[2] الیّ** اس بناء پر مجموعی حالات سے کسی کو امام ابوحنیفہ کے متعلق ظن غالب حاصل ہوا کہ منیب ومصیب ہیں یعنی ان کا اجتہاد قرآن وحدیث کے زیادہ موافق ہے اس نے ان کی تقلید اختیار کی کسی کو امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ میں سے کسی کے متعلق یہ ظن حاصل ہوا اس نے ان کی تقلید کی اب یہ درست نہیں کہ اپنے امام کو چھوڑ کر جب دل چاہا کسی دوسرے کے مذہب پر عمل کر لیا کیوں کہ بغیر اجازت شرعیہ کے اس میں تلفیق بھی ہو جاتی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہے جس کا نتیجہ حق سے بُعد اور گمراہی ہے چنانچہ مولانا محمد حسین صاحب نے زمانۂ دراز تک تقلید کی مخالفت کرتے رہنے کے بعد تقلید نہ کرنے کے تلخ تجربات سے متأثر ہو کر اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ عدد ۲ ص ۵۳ / میں لکھا ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......المراد بالحکم الحکم الوضعی کالصحۃ مثلا متوضی سال من بدنہ دم ولمس امرأۃ ثم صلی فان صحۃ ھذہ الصلاۃ ملفقۃ من مذھب الشافعی والحنفی والتلفیق باطل فصحتہ منتفیۃ الخ (الشامی نعمانیہ ص ۱۵ ج ۱، المقدمۃ، لایجوز العمل بالضعیف الخ، شامی کراچی ص ۷۵ ج ۱، طحطاوی علی مراقی ص ۱۴۳، مصری، کتاب الصلاۃ، مقدمہ اعلاء السنن ص: ۲/۲۲۷، ذکر الشروط الثلاثۃ لجواز الانتقال الخ، مطبوعہ امدادیہ مکہ مکرمہ.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1]...... سورہ ص آیت ۲۶،

ترجمہ:- اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہ وہ خدا کے راستے سے تم کو بھٹکا دیگی۔(از بیان القرآن)

[2]...... سورہ لقمان آیت ۱۵،

ترجمہ:- اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو (از بیان القرآن)

''پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جولوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لا مذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے اھ'' (سبیل[1] الرشاد ص۱۲)

اسی وجہ سے صدیوں سے بڑے بڑے بے شمار متبحر علماء جن کو قرآن پاک میں گہری بصیرت ہے اور علم حدیث و آثار صحابہؓ کا بے شمار خزانہ جنکی نظروں کے سامنے ہے اور خشیت

وتقوی سے جن کے قلوب مالا مال ہیں اور جو اپنی زندگی کا ہر گوشہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے چراغ سے روشن کرتے ہیں وہ ان سب فضائل و کمالات کے باوجود تقلید ہی کو اختیار کرتے آئے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو یہ کمالات اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع اور اپنے دین کے خدام اولیاء کرام، مجتہدین عظام کی تقلید واحترام کے طفیل میں عطا فرمائے تو غالباً مبالغہ نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

کیا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی مقلد تھے؟

سوال:- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے یا غیر مقلد، اگر مقلد تھے تو انکا مسلک کیا تھا؟ یہاں بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے، حوالہ کتب معتبرہ سے مدلل بیان فرمائیں؟

---

[1]...... سبیل الرشاد ص ۱۲، مطبوعہ ساڈھورہ.

الجواب حامداً ومصلیاً!

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ علوم واسعہ افکار عمیقہ اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ، تزکیۂ نفس، طہارت باطن، نسبت قویہ، مکاشفۂ صحیحہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ جہاں کسی چیز میں کوئی اشکال ہوا فوراً روحانیت نبویہ سے حل کرلیا۔ آثار صحابہ گویا سب کے سب نظروں کے سامنے تھے۔ ان کے مذاہب سے واقفیت حاصل تھی ائمہ مجتہدین کے اصول استنباط اور ماخذ مسائل پر پورا عبور تھا۔ تطبیق بین الروایات میں ملکۂ تامہ تھا ناسخ ومنسوخ کے حافظ تھے وغیرہ وغیرہ۔ ان اسباب کی بناء پر آپ تقلید کی ضرورت محسوس نہیں فرماتے تھے طبیعت کو اس سے انکار تھا لیکن حضرت نبی اکرم ﷺ نے تقلید پر مجبور فرمایا۔ تقلید کے علاوہ اور بھی بعض چیزیں ایسی ہیں کہ تقاضائے طبعی کے خلاف ان پر مامور کئے گئے چنانچہ لکھتے ہیں۔ **وثانیها الوصاة بالتقید بهٰذه المذاهب الاربعة لااخرج منهاوالتوفیق مااستطعت وجبلتی تابی التقید وتأنف منه راساً ولکن شئ طلب منی التعبد به بخلاف نفسی اه فیوض الحرمین**[1] ص ۶۵ اس سے مطلق تقلید کے ساتھ مقید ہونا معلوم ہوا۔ نیز وہ تقلید مذاہب اربعہ میں محصور ہے۔

مذہب حنفی کی ترجیح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں۔

عرفنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة هی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابه وذٰلک ان یؤخذ من اقوال الثلٰثة قول اقربهم بها فی المسئلة ثم بعد ذٰلک یتبع اختیارات الفقهاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحدیث فرب شیء سکت عنه الثلاثة فی الاصول

[1]...... فیوض الحرمین ص ۶۵، مکتبہ احمدی دھلی،

وما تعرضوا لنفیه ودلت الاحادیث علیه فلیس بدمن اثباتِه والکل مذهب حنفی اه (فیوض الحرمین[1] ۴۸)

۱۱۷۶ھ میں وفات ہے اسی ۱۱۷۶ھ میں اخیر مرتبہ بخاری شریف پڑھائی ہے اور مولوی چراغ صاحب کیلئے سند اپنے قلم سے لکھی ہے جو کہ بخاری شریف کے ساتھ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے اس میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھا ہے اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کی تصدیق ہے کہ یہ میرے والد کی تحریر فرمودہ ہے۔ نیز شاہ عالم کی مہر بھی اس تصدیق پر موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر تک حنفی رہے کسی کو یہ کہنے کی مجال نہیں کہ بعد میں غیر مقلد ہو گئے تھے۔ نعوذ باللہ عنہ، البتہ حسب وسعت جمع فرماتے تھے ادلہ کی قوت وضعف سے بھی بحث فرمایا کرتے تھے جس سے بعض کو شبہ ہو جایا کرتا تھا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دار العلوم دیوبند

(E)\Disk
\Rumman\BMPS\ART31.
not found.

---

[1]...... فیوض الحرمین ص ۴۸، مکتبہ احمدی دهلی.

ہماری اہم مطبوعات

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	خطبات محمود ۳ر جلدیں	۲۹	شوریٰ واہتمام
۲	حیات محمود (سوانح) مکمل ۲ر جلدیں	۳۰	مشائخ احمد آباد
۳	تربیت الطالبین	۳۱	شاہد قدرت
۴	ترجمہ عمل الیوم واللیلۃ اردو	۳۲	مسلک علمائے دیوبند اور حب نبی ﷺ
۵	محمود الاعمال	۳۳	حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۶	تحفۂ اسکوٹ لینڈ	۳۴	صلوۃ وسلام مع احکام حج
۷	ملفوظات فقیہ الامت ۳ر جلدیں	۳۵	افریقہ وخدمات فقیہ الامتؒ
۸	معاشرت پر ایک نظر	۳۶	اسباب مصائب اوران کا علاج
۹	تذکرۃ الاحباب، بعد وفات قطب الاقطاب	۳۷	آلات تصوف
۱۰	رفع یدین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام	۳۸	وصف شیخ
۱۱	آسان فرائض	۳۹	نغمۂ توحید
۱۲	نعت محمود، وصف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰	ذکر محمود (یعنی مختصر سوانح حضرت فقیہ الامت)
۱۳	ارمغان اہل دل (کلام محمود)	۴۱	غیر مقلدین کا اصلی چہرہ
۱۴	معمولات یومیہ مع شجرۂ مبارکہ	۴۲	عقائد الشیعہ
۱۵	وصف شیخ	۴۳	کام کی باتیں
۱۶	لطائف محمود	۴۴	تذکرہ رفیق الامتؒ
۱۷	غیر مقلدیت	۴۵	خطبات رفیق الامتؒ ۲ر جلدیں
۱۸	ردشیعیت	۴۶	تذکرہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
۱۹	مناقب النعمان	۴۷	تذکرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
۲۰	سرکاری سودی قرضے	۴۸	حیات ابرار
۲۱	اسباب لعنت	۴۹	مسنون ومقبول دعائیں
۲۲	اسباب غضب	۵۰	سلوک واحسان
۲۳	مکتوبات فقیہ الامت ۳ر جلدیں	۵۱	اصول حدیث منظوم نافع (ترجمہ تشریح)
۲۴	آئینۂ مرزائیت	۵۲	اصول حدیث منظوم نافع
۲۵	رضاخانیت	۵۳	جناب گرونانک جیؒ اوراسلام (ہندی)
۲۶	حقیقت حج	۵۴	جناب گرونانک جیؒ اوراسلام (اردو)
۲۷	حدود اختلاف		
۲۸	گلدستۂ سلام بدرگاہ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم		